# عمر بڑھانے کے اصول

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

باہتمام: الحاج محمد احمد قادری اویسی آف کراچی

ناشر

**ادارہ تالیفات اویسیہ**

[illegible] سیرانی مسجد بہاولپور

0321-6820890
0300-6830592

# مقدمہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

**امابعد!** حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح الصدور میں فرمایا ہے کہ موت حیات سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے اس پر چھبیس (۲۶) احادیث وآثار نقل فرمائے پھر یہیں فرمایا کہ انسان کیلئے حیات بہتر ہے بشرطیکہ اعمالِ صالحہ اور صحیح عقیدہ کیلئے جدوجہد کرے ورنہ وہ زندگی وبالِ جان اور عذاب جاوداں ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی عمر طویل ہو اور عمل نیک ہو۔ پھر پوچھا سب سے برا کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی عمر لمبی ہو اور عمل برے ہوں۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کی عمر لمبی اور عمل اچھے ہوں۔

☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے اچھے آدمی کی خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو اسلام پر ہو اور اس کی عمر طویل ہو اور اچھے کام کرے۔

☆ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مسلمان کی عمر جب بھی لمبی ہوگی اس کیلئے اچھا ہی ہوگا۔ (شرح الصدور)

حکایت...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ قضاعہ کے دو آدمی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے ان میں ایک تو شہید ہوگیا اور دوسرا ایک سال تک زندہ رہا پھر مر گیا۔ طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ بعد میں مرنے والا شہید سے بھی پہلے جنت میں داخل ہوگیا۔ صبح کو میں نے یہ واقعہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا اس نے اس کے بعد ایک رمضان کے روزے نہ رکھے تھے اور سال بھر میں چھ لاکھ رکعت نماز اور اتنی اتنی سنتیں نہ پڑھی تھیں؟

☆ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کے نزدیک اس شخص سے افضل کوئی نہیں جو اسلام میں بوڑھا ہو اور تمام عمر تسبیح و تکبیر و تہلیل یعنی لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ، اللہ اکبر اور سبحان اللہ میں گزار دے۔

☆ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان کی زندگی کا ہر دن غنیمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کرتا ہے نمازیں اور ذکر و فکر کرتا ہے۔

☆ حضرت ابراہیم بن ابی عبدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب مومن مرے گا تو اللہ تعالیٰ سے تمنا کرے گا کہ مجھے دوبارہ دنیا میں لوٹا دیا جائے تا کہ میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کروں۔

حکایت...... حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بوڑھے تھے۔ موت کی دعا کرتے تھے اے اللہ! میری لمبی عمر ہوگئی ہے اور جسم کی ہڈیاں کمزور پڑ گئی ہیں فلہٰذا مجھے دنیا سے اُٹھا لے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ ایک دن میں جامع مسجد دِمشق (شام) میں بیٹھا ہوا تھا اور یہی دعا مانگ رہا تھا اچانک ایک حسین وجمیل سبز پوش نوجوان آئے اور فرمایا کہ کیا دعا کرتے ہو؟ میں نے کہا یہی دعا جو آپ سن رہے تھے اس کے علاوہ کوئی اور دعا اچھی ہے فرمایا کہ اے اللہ میرے اعمال کو نیک کر اور عمر طویل عطا فرما۔ میں نے پوچھا خدا تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ جواب دیا کہ میں اتائیل (فرشتہ سے) ہوں جو مومنوں کے غم غلط کرتا ہوں۔ بعد کو میں نے غور سے دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا۔ (شرح الصدور للسیوطی)

التماس اُویسی غفرلہٗ...... اہل اسلام بھائیوں سے اپیل ہے کہ اس دنیا فانی میں چند روزہ زندگی میں عقائد اہلسنّت پر مضبوط و مستحکم رہ کر اعمالِ صالحہ کا ذخیرہ آخرت کیلئے زیادہ سے زیادہ جمع کریں۔

وما علینا الا البلاغ وصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مدینے کا بھکاری

ابوصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان ...... ۲۹ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! اللہ عزوجل نے جسے جتنی عمر دی ہے اتنا وقت گزار کر دنیا سے رُخصت ہوگا کمی بیشی کا تصور خیالست ومحالست وجنون (یہ ایک خیالی ہے جو محال بلکہ جنون ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فاذا جآء اجلھم فلا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون (پ۸۔اعراف:۳۴)

جب ان کا اجل (وقت مقررہ) آپہنچا تو پھر ایک لحظہ بھی آگے پیچھے نہیں ہوگا۔

ہاں عمر بڑھ جائے یا کم ہو جائے تو اس کے اسباب ہیں اور وہ تقدیر کے سمجھنے کے بعد معلوم ہوگا۔ علماء و مشائخ کرام فرماتے ہیں، تقدیر تین قسم کی ہے: (۱) مبرم (۲) معلق (۳) شبیہ بالمبرم۔

پہلی دو قسموں میں دونوں فرقوں کے علماء کرام متفق ہیں تیسری قسم میں اختلاف ہے۔ فقیر پہلی دو قسموں کی تفصیل عرض کرتا ہے۔

تقدیر معلق...... معلق بدلتی رہتی ہے۔

تقدیر مبرم...... اٹل اور محکم ہے اس میں تبدیلی محال ہے کیونکہ تقدیر مبرم اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں تبدیلی کا تصور جہالت کو لازم کرتا ہے، نہ اس کا علم بدل سکتا ہے نہ تقدیر مبرم بدل سکتی ہے۔ تقدیر معلق یہ ہے کہ مثلاً لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے کہ فلاں شخص متقی شقی ہے یا سعید ہے یا فلاں کی عمر اتنی ہے پھر اگر وہ نیک کام کرے یا کوئی نیک شخص اس کے حق میں دعا کرے تو اس کی شقاوت' سعادت سے بدل جاتی ہے یا اس کی عمر بڑھ جاتی ہے اور اگر وہ نیک کام نہ کرے یا کوئی نیک شخص اس کے حق میں دعا نہ کرے تو وہ بدستور شقی رہتا ہے اور اس کی عمر اتنی ہی رہتی ہے اس کو محو اور اثبات سے تعبیر کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے علم ازل میں یہ مقرر ہوتا ہے کہ وہ بالآخر شقی ہوگا یا نہیں ہوگا اور اس کی عمر بڑھے گی یا نہیں اور یہی تقدیر مبرم ہے۔ ان دونوں پر چونکہ دونوں گروہوں کے علماء کا اتفاق ہے۔ ان دونوں قسموں سے عمر بڑھنے کا امکان بلکہ کئی مواقع ایسے ہو گزرے ہیں۔ تفصیل آئے گی۔ (ان شاء اللہ عزوجل)

## تبدیلی تقدیر کے دلائل از قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ أم الکتاب (پ۱۳۔سورۂ رعد۔ع۳۹)

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے۔

فائدہ..... مفسرین کرام نے فرمایا کہ اس آیت میں محو اور اثبات سے مراد قضاء معلق ہے اور اُمّ الکتاب سے مراد قضاء مبرم ہے۔

## احادیث مبارکہ

بدل جانے والی تقدیر کے متعلق روایات ملاحظہ فرمائیں:۔

☆ عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یرد القضاء الا الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر ھٰذا حدیث حسن غریب (اخرجہ الترمذی فی السنن کتاب القدر عن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باب ما جاء لا یرد القضاء الا الدعاء: صفحہ۴/۴۴۸ رقم الحدیث:۲۱۳۹ وحاکم فی المستدرک جلد اوّل ۶۷۰ رقم الحدیث:۱۸۱۴)

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تقدیر کو صرف دعا ٹال سکتی ہے اور عمر صرف نیکی سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

☆ عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یزید فی العمر الا البر ولا یرد القدر الا الدعاء وان الرجال لیحرم الرزق بخطیئۃ (رواہ ابن ماجہ)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عمر صرف نیکی سے زیادہ ہوتی ہے اور تقدیر صرف دعا سے ٹلتی ہے اور انسان اپنے گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔

☆ عن انس بن مالک سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول من سترہ ان یبسط لہ او ینساء فی اثرہ فلیصل رحمہ (رواہ مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کو رزق کی کشادگی یا عمر میں زیادتی سے خوشی ہو وہ رشتہ داروں سے تعلق جوڑے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے آج رات ایک عجیب خواب دیکھا، میری اُمت میں سے ایک شخص کے پاس ملک الموت علیہ السلام روح قبض کرنے کیلئے آیا تو اس کے پاس اس کے باپ کی نیکی آئی اور اس نے ملک الموت کو واپس کر دیا۔

یہ حدیث بہت احسن ہے۔

☆ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابن آدم! اپنے ربّ سے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی عمر کو کبھی مٹا کر بڑھا دیا جاتا ہے اور کبھی اس کو برقرار رکھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو انجام کار اس کی عمر کا جو علم ہے وہ حتمی اور قطعی ہے اس میں کوئی کمی بیشی اور تغیر اور تبدیل نہیں ہے۔ (فتح الباری وعینی وغیرہ)

☆ عمر بڑھانے میں ایک یہ بھی ہے کہ بوڑھوں کی خدمت کریں۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو جوان بوڑھوں کی عزت ملحوظ رکھتا ہے اللہ اُس کے بڑھاپے کے وقت کسی جوان کو اُس کی خدمت پر مامور کرتا ہے جو اس کے ساتھ عزت وحرمت سے پیش آتا ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہٗ 'کیمیائے سعادت' میں یہ حدیث نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایسے جوان کی درازیٔ عمر کی بشارت ہے کیونکہ جسے مشائخ (بوڑھے اور دیگر نیک لوگ) کی تعظیم وتوقیر نصیب ہوتی ہے تو یہ امر اس کی دلیل ہے کہ خود بھی بڑھاپے تک پہنچے گا تاکہ اس نیک کام کی جزاء سے بھی اُسے نوازا جائے۔ (کیمیائے سعادت کا ترجمہ شاہراہ ہدایت، صفحہ ۳۱۴، ۳۱۵)

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنی درازیٔ عمر کے متعلق فرماتے ہیں کہ جب مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آٹھ سال خدمت کرتے گزری تو ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس! طہارا اچھی طرح کیا کرو تاکہ عمر دراز ہو۔ جس سے ملو پہلے سلام کرو تاکہ تمہاری نیکیاں زیادہ ہوں اور جب اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے اہل وعیال کو سلام کرو تاکہ تمہارے گھر میں خیر وبرکت زیادہ ہو۔ (کیمیائے سعادت ترجمہ شاہراہ ہدایت)

فائدہ...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعمیلِ ارشاد کے انعام میں طویل عمر پائی اور اولاد کی کثرت کا کیا کہنا اور مال میں خیر وبرکت کی بھی فراوانی ہوئی۔ آپ کے حالات فقیر کی تصنیف 'طویل العمر لوگ' میں پڑھئے۔

☆ حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

من بر والدیه طوبیٰ له زاد اللّٰه عزوجل فی عمرہٖ (الادب المفرد ۹؛ مستدرک حاکم، جلد ۴ صفحہ ۱۵۰ وغیرہ)

جو شخص اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اس کیلئے خوشخبری ہے کہ اللہ عزوجل اُس کی عمر دراز فرما دیتا ہے۔

نوٹ...... جتنی روایات اس بارے میں وارد ہیں ان سب کا ایک ہی مطلب ہے۔

## اقوال مفسرین کرام و محدثین عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

قرآن واحادیث کو جس طرح اسلاف صالحین رحمہم اللہ نے سمجھا ہم ان کی گرد تک نہیں پہنچ سکتے ان کے اقوال بھی ملاحظہ ہوں:۔

☆ امام المفسرین حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت** کی تفسیر میں لکھتے ہیں، اگر یہ اعتراض کیا کہ جائے کہ اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ ہونا ہے اس کے متعلق قلم خشک ہو چکا ہے تو پھر لوح میں کسی چیز کے مٹانے اور اس کو ثابت رکھنے کا کیا مطلب ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس محو اور اثبات کے متعلق بھی قلم خشک ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ کے علم ازلی اور اس کی قضاء میں یہ پہلے سے تھا کہ کس چیز کو مٹانا ہے اور کسی چیز کو باقی رکھنا ہے اور اس آیت میں اُمّ الکتاب سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔ (تفسیر کبیر، ج ۴ ص ۹۷۶)

☆ مفسر ومحقق حضرت علامہ محمد بن احمد مالک علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضاء میں کوئی تبدیلی نہیں ہے اور یہ محو واثبات قضاء میں پہلے سے تھا اور جو کچھ قضاء میں مقرر ہو چکا ہے وہ حتمی طور پر واقع ہونا ہے۔ حضرت ابن عباس سے اُم الکتاب کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔ (تفسیر قرطبی)

☆ مشہور مفسر حضرت سیّد محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدلل ومفصل لکھا ہے کہ بعض افاضل نے تقدیر کے مسئلہ میں لکھا ہے کہ ہر چیز میں تغیر اور تبدل ممکن ہے حتیٰ کہ قضاء ازلی میں بھی تغیر اور تبدل ممکن ہے۔ ان کے بعض دلائل یہ ہیں:۔

﴿ حدیث صحیح میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت میں دعا کی ﴾

**وقنی شر ما قضیت**

تو نے جو قضا کی ہے اس کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔

اس دعا میں قضاء ازلی کے شر سے محفوظ رہنے کی طلب ہے اور اگر قضاء ازلی میں تغیر ممکن نہ ہوتا تو اس سے محفوظ رہنے کی طلب صحیح نہیں تھی۔ نیز جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تراویح کیلئے نہ آنے کا عذر بیان کیا تو فرمایا، **خشیت ان تفرض علیکم فتعجزوا** مجھے یہ خدشہ ہے کہ تراویح تم پر فرض کردی جائے گی تو پھر تم ان کی ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ۔

☆ حضرت علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جن احادیث میں نیکی سے عمر میں اضافہ کا ذکر ہے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ اگر انسان نے مثلاً یہ نیکی نہیں کی تو اس کی عمر چالیس سال ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ انسان وہ نیکی کریگا تو اس کی عمر ستر سال ہو جائے گی اللہ تعالیٰ کے علم کی بناء پر اُس اضافہ کی نسبت اس نیکی کی طرف کردی گئی۔ (شرح عقائد نسفی للتفتازانی ص ۷۳)

نوٹ...... اس بارے میں جتنی عبارات لکھی جائیں ان سب کا ایک ہی مقصد ہوگا۔

## تقدیر معلق کے مزید دلائل

☆ حدیث شریف گزر چکی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند روز تراویح پڑھ کر چھوڑ دیں اور فرمایا کہ اگر میں انہیں پڑھتا رہا تو مجھے خدشہ ہے کہ تم پر بھی فرض ہو جائے پھر اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ تقدیر معلق بھی ہوتی ہے کیونکہ اگر قضاء ازلی میں اس کا فرض ہونا تھا تو یہ ہر حال میں فرض ہوتی اور اگر قضاء سابق میں اس کی فرضیت نہیں تھی تو اگر آپ تراویح پڑھتے رہتے تب بھی اس کا فرض ہونا محال تھا، اس لئے آپ کو تراویح کی فرضیت کا جو خدشہ تھا وہ اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب قضاء سابق میں تغیر ممکن ہے۔

☆ جب سخت آندھی آتی تو آپ کو یہ خوف ہوتا کہ کہیں قیامت نہ آگئی ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی تھی کہ قیامت آنے سے پہلے مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا، یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کا خروج ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور ان علامتوں کے ظہور سے پہلے آپ کو قیامت کا خوف دامن گیر ہونا اسی وقت درست ہو سکتا ہے جب آپ کے نزدیک قضاء سابق میں تغیر ممکن ہو۔

☆ جن صحابہ کو آپ نے جنت کی بشارت دے دی تھی وہ بھی دوزخ سے بہت ڈرتے تھے حتیٰ کہ بعض کہتے ہیں کہ کاش میری ماں نے مجھ کو جنا نہ ہوتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ اعلان کر دیا جائے کہ ایک شخص کے سوا سب جنت میں چلے جائیں گے تو مجھے یہ گمان ہوگا کہ وہ ایک میں ہوں اور جب مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے جنتی ہونے کی خبر دے چکے ہیں تو ان کے گمان کی صرف یہ وجہ ہے کہ قضاء میں تغیر ممکن ہے نیز اگر قضاء میں تغیر ممکن نہ ہو تو پھر دعا کرنا لغو اور عبث ہوگا کیونکہ اگر وہ کام ہونا ہے تو دعا کرے یا نہ کرے وہ کام ہو جائے گا اور اگر نہیں ہونا تو دعا بے سود ہے اور اس کام کا طلب کرنا محال کو طلب کرنا ہے۔ حالانکہ دعا کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ادعونی استجب لکم تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

حدیث میں امام حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے:

لا ینفع الحذر من القدر ولکن اللہ تعالیٰ یمحو بالدعاء ما یشاء من القدر

تقدیر سے ڈرنے سے فائدہ نہیں ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ دعا کے سبب جو چاہتا ہے تقدیر سے مٹا دیتا ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آیت (یمحو اللہ ما یشاء) کے متعلق سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا قرن عینك بتفسیر ھا ولا قرن عین امتی بعدی بتفسیر ھا الصدقة علیٰ وجھھا وبر الوالدین واصطناء المعروف محول الشقاء سعادة ویزید فی العمر ویقی مصارع السوء

میں اس آیت کی تفسیر کر کے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کروں گا اور میرے بعد میری اُمت کی آنکھیں تم ٹھنڈی کرنا، صحیح طریقے سے صدقہ کرنا، ماں باپ سے حسن سلوک کرنا اور نیکی کے کام کرنا، شقاوت کو سعادت سے بدل دیتا ہے، عمر زیادہ کرتا ہے اور ناگہانی آفتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

## تقدیر مبرم

☆ تقدیر بالکل نہ بدلے ایسی تقدیر کیلئے انبیاء واولیاء علیٰ نبینا وعلیھم السلام پہلے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہی نہیں اگر عرض کرتے بھی ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں اس تقدیر کو نہ ٹلنے کی حکمت سے آگاہ کر کے منع فرما دیتا ہے۔ اس کی تفصیل آئے گی۔ (إن شاء اللہ عزّ وجل)

☆ ایسی تقدیر (مبرم) کو سامنے رکھ کر وہابی دیوبندی عوامِ اہلسنّت کو بہکاتے ہیں کہ انبیاء واولیاء علیٰ نبینا وعلیھم السلام کو کسی قسم کا اختیار نہیں اور نہ ہی وہ کسی قسم کی تقدیر ٹال سکتے ہیں (معاذ اللہ) حالانکہ یہ اُن کا دھوکہ ہے کیونکہ انبیاء واولیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کا اختیار ایک علیحدہ بحث ہے۔ بہرحال تقدیر مبرم نہ ٹلنے والی ہے اس بارے میں متعدد روایات واحادیث مبارکہ وارد ہیں صرف ایک روایت ملاحظہ ہو:۔

عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ حدثنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو الصادق المصدوق فو اللّٰہ ان احدکم لیعمل بعمل اھل النار حتی ما یکون بینہ و بینھا غیر ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اھل الجنۃ فیدخلھا وان الرجل لیعمل بعمل اھل الجنۃ حتی ما یکون بینہ وبینھا غیر ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اھل النار فیدخلھا (رواہ البخاری)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا اور آپ بہت سچے ہیں بہ خدا تم میں سے کوئی شخص دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے حتی کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر تقدیر غالب آتی ہے اور وہ جنتیوں کے عمل کرتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور کوئی شخص جنتیوں کے عمل کرتا رہتا ہے حتی کہ اسکے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر تقدیر غالب آتی ہے اور وہ دوزخیوں کے عمل کرتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ تقدیر معلق ٹل جاتی ہے۔ اپنے اعمال صالحہ سے یا کسی محبوبِ خدا کی دعا سے اور تقدیر مبرم کبھی نہیں ٹلتی۔ ہاں تقدیر مبرم ٹل جانے والا عقیدہ کہ انبیاء واولیاء علیٰ نبینا وعلیھم السلام کی دعاؤں سے ٹل جاتی ہے وہ بھی دراصل تقدیر معلق ہوتی ہے لیکن وہ صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا ہے کہ اگر فلاں محبوب بندے نے دعا مانگی تو تقدیر ٹال ڈونگا۔ اسکا علم نہ ملائکہ کرام کو ہوتا ہے اور نہ لوح محفوظ پر اس کے ٹلنے کا کچھ لکھا ہوتا ہے۔ اس میں وہابیوں اور نجدیوں اور ان کے ہمنواؤں کو اختلاف بلکہ انکار ہے تفصیل آتی ہے۔ یہاں متفق علیہ تقدیر مبرم اور تقدیر معلق کا خلاصہ محدثین کرام کی زبانی ملاحظہ ہو:۔

امام نووی فرماتے ہیں...... بعض احادیث میں جو نیک اعمال کی وجہ سے رزق اور عمر میں زیادتی کا ذکر ہے، یہ فرشتوں اور لوح محفوظ کے اعتبار سے ہے، مثلاً فرشتوں کیلئے یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ فلاں شخص کی عمر ساٹھ سال ہے، البتہ اگر اس نے صلہ رحمی کی تو اسکی عمر چالیس سال زیادہ کردی جائیگی اور اللہ سبحانہٗ کو علم ہوتا ہے کہ اصل اس کی عمر کتنی ہوگی اور قرآن مجید کی آیت یمحو اللہ ما یشاء سے یہی مراد ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علم ازلی اور تقدیر مبرم کے اعتبار سے اس کی زیادتی محال ہے اور مخلوق پر جو لوح محفوظ سے ظاہر کیا جاتا ہے اس کے اعتبار سے زیادتی ہے اور یہی حدیث میں مراد ہے۔ (نووی شرح مسلم، ج ۲ ص ۳۱۵)

امام حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں...... جو چیز اللہ تعالیٰ کے علم سابق میں ہے اس میں کوئی تغیر اور تبدل نہیں ہوتا اور جو چیز مخلوق کے علم میں ہے اس کے اعتبار سے تغیر اور تبدل جائز ہے، اس علم کا تعلق کراماً کاتبین اور دیگر فرشتوں سے ہوتا ہے جو انسانوں کے ساتھ موکل ہوتے ہیں اور اسی علم میں محو اور اثبات واقع ہوتا ہے مثلاً علم کا زیادہ اور کم ہونا اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اس میں کوئی محو اور اثبات نہیں ہے اور حقیقی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ (فتح الباری، ج ۱ ص ۴۸۸)

فائدہ...... عمر میں زیادتی کا معنی معروف تو سب کو معلوم ہے مثلاً کسی کی عمر چالیس سال تھی والدین کو راضی اور خوش رکھنے پر پچاس برس ہوگئی یا اس کیلئے کسی اور کی دعا ہوئی وغیرہ وغیرہ لیکن اس کے اور معانی بھی محدثین نے بیان فرمائے ہیں۔ وہ یہ کہ عمر میں زیادتی سے مراد عمر میں برکت، نیک کاموں کی توفیق دینا اور کم عمر میں اپنی ان مہمات اور مقاصد کو انجام تک پہنچانا ہے جن کو دوسرے زیادہ عمر میں بہ مشکل پہنچا سکتے ہیں اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کی موت کے بعد اس کا ذکر خیر لوگوں کی زبانوں پر جاری رہے گا گویا کہ وہ مرا نہیں زندہ ہے اور حکیم ترمذی نے کہا، اس سے مراد برزخ میں کم عرصہ کا قیام ہے۔

سوال...... جب انسان کی حتمی عمر میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی تو لوح محفوظ میں لکھی ہوئی عمر میں کمی اور بیشی کا کیا فائدہ ہے؟

جواب...... اس کا جواب یہ ہے کہ معاملات ظواہر پر مبنی ہیں اور معلوم باطن (اللہ تعالیٰ کا ازلی علم) مخفی ہے اس پر کوئی حکم معلق نہیں ہے پس یہ جائز ہے کہ لوح محفوظ کے لکھے گئے میں زیادتی اور کمی اور محو اور اثبات ہوتا کہ یہ کمی بیشی شارع علیہ السلام کی ترجمانی سے انسانوں تک پہنچے اور اس سے ماں باپ کے ساتھ نیکی کی فضیلت اور سعادت اور ماں باپ کی نافرمانی کی مذمت اور نحوست کا علم ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ اس زیادتی اور کمی کا ملائکہ کے ساتھ تعلق ہو اور انہیں انسان کی عمر کو برقرار رکھنے اور اس میں تبدیلی کرنے کا حکم دیا جائے اور حتمی اور قطعی حکم پر ملائکہ کو اطلاع نہ ہو۔

یہی ہمارا موقف ہے کہ تقدیر مبرم جو انبیاء و اولیاء ٹالتے ہیں وہ یہی ہے کہ اصل معاملہ کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے ملائکہ آگاہ ہوتے ہیں نہ لوح محفوظ پر کچھ لکھا ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کا نام شرح شریف میں 'شبیہ بالمبرم' یا 'مبرم شبیہ بالمعلق' جس کی تفصیل آگے آئے گی اور حوالہ جات بھی۔ (ان شاء اللہ عزوجل)

## خلاصة البحث

اللہ تعالیٰ کی تقدیر حق ہے اس میں تغیر و تبدل کسی کے بس میں نہیں۔ ہاں وہ خود جو چاہے کرے۔ فعال لما یرید اور لا یسئل عما یفعل اور ان اللہ علی کل شئ قدیر کی شان کا مالک ہے اور اپنی تقدیر خود تبدیل کرتا ہے جس کی خبر اس نے خود ہی قرآن مجید میں ارشاد فرمائی ہے یمحو اللہ ما یشاء و یثبت اور اسکے محو اور اثبات بھی بتائے ہیں منجملہ ان کے دعا بھی ہے۔ حدیث شریف میں الدعا یرد القضاء قضاء قدر دعا ہی سے بدل سکتی ہے اور دعا کے قبول و عدم قبول کا معیار بھی بتا دیتا ہے۔ مثلاً عام بندے دعا کریں تو کبھی قبول کر لیتا ہے تو نہیں بھی کرتا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کوئی بندہ جب دعا کیلئے ہاتھ اُٹھاتا ہے تو حکم ہوتا ہے تو دعا اس بندے کے منہ پہ مارو کیونکہ

ما کلہ حرام ومشربہ حرام وبستہ حرام فانی یستجاب لہ

اس کا خلاصہ کسی نے شعر میں کیا ہے ۔

جب بندہ کہتا ہے یا ربّ میرا حال دیکھ وہ کہتا ہے تو پہلے اپنا نامۂ اعمال دیکھ

ان محبوبانِ خدا انبیاء و اولیاء کرام سے حتمی وعدہ ہے کہ ان کی دعا ضرور قبول فرمائے گا۔ چنانچہ حدیثِ قدسی میں ہے:

لئن سالنی لاعطینہ ولان استعاذنی لا عیننہ (مشکوٰۃ شریف)

اسی حکم پر ہمارا عقیدہ ہے:

ے نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اور بقول علامہ اقبال ۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

## دیگر اسباب

دعا کے علاوہ اور بھی بہت اسباب ہیں چند اسباب ملاحظہ ہوں:۔

☆ علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمۃ اس بحث میں لکھتے ہیں، بعض احادیث میں مذکور ہے کہ عبادت سے عمر زیادہ ہوجاتی ہے اور دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جس طرح مسبب مقدر ہے اسی طرح سبب بھی مقدر ہے اور یہ جواب مشکوۃ نبوت سے ہے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا گیا کہ کیا دم اور دوا تقدیر کو بدل دیتی ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دم اور دعا کو بھی اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے۔ (نبراس شرح شرح العقائد)

☆ عینی شرح بخاری، جلد اول، صفحہ ۱۸۲ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم اپنے ربّ سے ڈر اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کر اور اپنے رِشتہ داروں سے صلہ رحمی کر، اس سے تیری عمر میں اضافہ ہوگا تیری آسانیاں (مزید) آسان ہوں گی، تیری مشکلات دُور ہوں گی اور تیرا رزق آسان ہوگا۔ اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، صلہ رحمی عمر کو زیادہ کرتی ہے۔ اور حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عمر میں زیادتی صرف ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے سے ہوتی ہے اور رزق میں زیادتی صرف صلہ رحمی سے ہوتی ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا، یمحو اللہ ما یشاء ویثبت اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، صحیح طریقہ سے صدقہ دینا، ماں باپ سے حسن سلوک کرنا، نیک کام کرنا اور صلہ رحمی کرنا' بری تقدیر کو اچھی تقدیر سے بدل دیتا ہے، عمر زیادہ کرتا ہے اور ناگہانی آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔

بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ جس شخص نے ان میں سے ایک نیکی بھی کرلی، اللہ تعالیٰ اس کو تینوں درجے عطا فرماتا ہے۔
اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک انسان صلہ رحمی کرتا رہتا ہے اور اس کی (مقرر کردہ) عمر میں سے صرف تین دن باقی ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں تیس سال زیادہ کردیتا ہے اور ایک آدمی قطع رحمی (رِشتہ داروں سے تعلق منقطع) کرتا رہتا ہے اور ابھی اس کی (مقرر کردہ) عمر میں تیس سال باقی ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر کم کردیتا ہے حتی کہ اس کی عمر میں صرف تین دن باقی رہ جاتے ہیں۔ پھر کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اور انہوں نے داؤد بن عیسیٰ سے روایت کیا کہ تورات میں لکھا ہے کہ صلہ رحمی، حسن اخلاق اور رِشتہ داروں سے نیکی کرنا' گھروں کو آباد رکھتا ہے مال میں اضافہ کرتا ہے اور عمر زیادہ کرتا ہے، خواہ لوگ کافر ہوں۔ (یہ تمام احادیث الترغیب سے لی گئی ہیں)

سوال...... رزق اور عمر تقدیر میں مقدر اور منفرد ہو چکا ہے پھر اس میں کمی اور زیادتی کس طرح متصور ہوگی؟

جواب...... علماء کرام نے اس کے چند جواب دیئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔

☆ رزق میں زیادتی سے مراد رزق کی وسعت اور عمر میں زیادتی سے مراد صحت بدن ہے۔

☆ انسان کی زندگی سو سال لکھی گئی اور اس کی نیکی کی زندگی کے اسّی سال لکھے گئے اور جب اس نے صلہ رحمی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نیکی میں بیس سال بڑھا دیئے۔ یہ دونوں جواب علامہ ابن قتیبہ نے دیئے ہیں۔

☆ عمر میں زیادتی بھی ازل میں مقرر تھی لیکن اس اضافہ کو بہ طور انعام کے صلہ رحمی پر موقوف کیا گیا تھا گویا یوں لکھا گیا کہ فلاں شخص پچاس سال زندہ رہے گا اور اگر اس نے صلہ رحمی کی تو ساٹھ سال زندہ رہے گا۔

☆ یہ زیادتی لوح محفوظ میں لکھی گئی ہے (یعنی لوح محفوظ میں پچاس سال مٹا کر ساٹھ سال لکھ دیا گیا) اور اللہ تعالیٰ کا علم لوح محفوظ کے مغائر ہے۔ سوا اللہ تعالیٰ کے جسے انسان کی عمر کی انتہا معلوم ہے اس میں کوئی تغیر نہیں ہے اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی عمر کو کبھی مٹا کر بڑھا دیا جاتا ہے اور کبھی اسے برقرار رکھا جاتا ہے اور اس کا انجام اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ حتمی و قطعی ہے۔ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں اور نہ ہی تغیر و تبدل ہے۔

تقدیر مبرم...... یہ وہی دوسری قسم ہے جس میں اختلاف ہے۔ اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ تقدیر مبرم انبیاء و اولیاء کی دعاؤں اور ارادوں سے ٹل جاتی ہے۔ دیوبندی وہابی و دیگران کے ہمنوا فرقے کہتے ہیں کہ تقدیر مبرم حتمی ہے نہیں ٹلتی۔ دونوں طرفوں سے قرآن و احادیث کے انبار لگا دیئے جاتے ہیں لیکن پھر بھی جھگڑا ختم نہیں ہوتا۔ مسلک حق اہلسنّت کے علماء و مشائخ نے ایک راہ نکالی ہے جس سے ضد و تعصب کی عینک اُتار لی جائے تو بات حق ہے اور اس راہ پر دلائل قویہ بھی موجود ہیں۔ وہ یہ کہ تقدیر مبرم دو قسم کی ہے: (۱) مبرم حقیقی (۲) مبرم مجازی یعنی مبرم شبیہ بالمعلق یا معلق شبیہ بالمبرم۔

اس کی تفصیل فقیر عرض کرے گا یہاں یہ ثابت کروں کہ وہ مبرم مجازی کون سی تقدیر ہے؟

## مبرم مجازی کی تعریف

معلق تقدیر تو مفصل طریق سے عرض کر دی گئی ہے کہ وہ لوح محفوظ میں مکتوب ہوئی ہے اسے ملائکہ کرام بھی جانتے ہیں کہ ایسے ہوگا اگر اس کا سبب سامنے آیا تو ویسے ہوگا۔ لیکن ایک قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کے ارادہ میں ہوتا ہے لیکن اس کو عام فرشتوں کے علاوہ خواص ملائکہ بھی نہیں جانتے وہ چونکہ لوح محفوظ میں بھی مکتوب نہیں ملائکہ خواص بھی اس لئے بے خبر ہیں اسی لئے وہ ایک طرح مبرم حتمی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں ہے کہ اس تقدیر کو اپنے فلاں محبوب کیلئے بدل دوں گا چونکہ تقدیر مبرم بدل جاتی ہے اسی لئے اس کا نام شبیہ بالمبرم ہے۔ فقیر اپنے دعویٰ مذکور پر صرف دو مضبوط روایات پیش کرتا ہے۔

## حضرت آدم و داؤد علیٰ نبینا وعلیہم السلام

﴿ترجمہ﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو ان کی پشت سے تا قیامت ان کی اولاد کی روحیں نکلیں جنہیں اللہ تعالیٰ پیدا فرمانے والا ہے اور اُن میں سے ہر انسان کی دو آنکھوں کے بیچ نور کی چمک دی، پھر انہیں آدم پر پیش فرمایا وہ بولے اے ربّ! یہ کون ہیں؟ فرمایا تمہاری اولاد۔ ان میں ایک شخص کو دیکھا تو انکی آنکھوں کے درمیان کی چمک پسند آئی' بولے اے ربّ یہ کون ہے؟ فرمایا حضرت داؤد۔ بولے اے ربّ! ان کی عمر کتنی مقرر فرمائی ہے۔ فرمایا ساٹھ سال۔ عرض کیا مولا میری عمر میں سے چالیس سال انہیں بڑھا دے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام کی عمر ما سوائے چالیس سال کے پوری ہوئی تو ان کی خدمت میں فرشتہ موت حاضر ہوا۔ آدم علیہ علیہ السلام بولے کیا ابھی میری عمر کے چالیس سال باقی نہیں؟ فرمایا کہ وہ آپ اپنے فرزند داؤد کو نہ دے چکے۔ حضرت آدم علیہ السلام انکاری ہوئے اس لئے ان کی اولاد انکار کرنے لگی، حضرت آدم علیہ السلام بھول کر درخت سے کھا گئے لہٰذا ان کی اولاد بھولنے لگی، حضرت آدم علیہ السلام نے خطا کی تو اُن کی اولاد خطائیں کرنے لگی۔ (یہ حدیث ترمذی میں بھی سند کے ساتھ نقل ہے) (اللمعات، ج۱ص۱۸۴)

**طریقہ استدلال**...... یہ تقدیر ایسی ہے جس کا علم حضرت عزرائیل علیہ السلام کو نہیں اور اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عزرائیل علیہ السلام اپنے علم اور لوح محفوظ کے لکھے کے مطابق وقت پر پہنچے لیکن آدم علیہ السلام نے بقایا چالیس سال پر اصرار فرمایا باوجودیکہ آپ نے اپنی بقایا عمر کی دعا نہیں مانگی لیکن اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کا دِل میلا نہیں کرتا ازخود ہی انہیں چالیس سال عطا کر دیئے اور داؤد علیہ السلام کو بھی آدم کے چالیس سال عطا کردہ بھی عطا کر دیئے۔ چنانچہ اللمعات شرح المشکوٰۃ (صفحہ ۱۸۴، مطبوعہ لاہور) میں ہے، اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی عمر ہزار برس اور داؤد علیہ السلام کی سو سال پوری فرمائی۔

☆ اس عالم دنیا میں انسانی تخلیق سے پہلے ہم موجود تھے جس کیلئے اولیاء اللہ دعویٰ کیا کرتے ہیں۔

**بقول** حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ

خدا خود میر مجلس بود محمد شمع محفل بود — اندر لامکاں خسرو جائے کہ من بودم

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ۔

کن فیکون تے کل دی گل اے — اساں پہلے پریت لگائی

☆ محبوبانِ خدا اپنی عمر اور دوسروں کی عمریں بعطائے الٰہی پہلے جانتے ہیں جیسے آدم علیہ السلام کی عمر کا علم تھا۔

☆ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی چمک پسند آنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی چمک ہمارے حضور کی چمک سے زیادہ افضل ہو۔حسن واقعی اور چیز ہے، پسند آنا کچھ اور۔لیلیٰ سے بڑھ کر حسینہ اور عورتیں موجود تھیں مگر عاشق کی آنکھ میں وہی مرغوب تھی۔ (اشعۃ اللمعات فارسی، ولمعات عربی)

حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی، آپ نے عرض کیا کہ میری عمر نو سو ساٹھ سال کر دے اور داؤد علیہ السلام کی عمر پورے سو سال۔یہ دعا ربّ عزّ وجل نے قبول فرمائی، معلوم ہوا کہ نبی کی دعا سے عمریں گھٹ بڑھ جاتی ہیں، انکی شان تو بہت ارفع ہے شیطان کی دعا سے اس کی اپنی عمر بڑھ گئی۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ...... ہمارا عقیدہ بھی ہے کہ عمر وغیرہ گھٹانا بڑھانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، اللہ والے دعا کرتے ہیں تو وہ کریم ان کی دعا ردّ نہیں فرماتا اپنی تقدیر بدل دیتا ہے۔

لطیفہ...... چونکہ وہابیوں اور دیوبندیوں کو اللہ والوں (انبیاء واولیاء) سے قلبی بغض ہے اگر چہ نہیں مانتے لیکن ان کے طریقہ کار سے معلوم ہوجاتا ہے مثلاً اسی مسئلہ میں ان کا انکار ظاہر ہے لیکن افسوس ہے کہ ابلیس کیلئے مانتے ہیں کیوں نہ مانیں جبکہ اس کا قصہ قرآن مجید میں ہے۔ابلیس نے عرض کیا تھا: انظرنی الیٰ یوم یبعثون ربّ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا: فانک من المنظرین الآیۃ ...... فانک کی ف سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زیادتی عمر اس کی دعا سے ہوئی۔

اب ناظرین ہی بتائیں کہ یہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کیلئے ماننے کو شرک اور ابلیس کیلئے ماننے کو توحید۔اس کی وجہ شاید کسی کو سمجھ نہ آئے تو عرض کردوں ۔

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز — کبوتر با کبوتر باز با باز

ہمیشہ ہم جنس اپنے جنس کے ساتھ اُڑتا ہے، کبوتر کبوتر کے ساتھ اور باز باز کے ساتھ اُڑتا ہے۔

یہاں وہابیوں دیوبندیوں کو شیطانی کاموں کی وجہ سے شیطان کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

سوال......آیتِ کریمہ اذا جآء اجلھم فلا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون وہ اس حدیث کے خلاف نہیں کیونکہ آیت میں تقدیرِ مبرم یعنی علمِ الٰہی کا ذکر ہے اور یہاں تقدیرِ معلق کی تحریر کا ذکر یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے اختیار سے اپنی عمر کم وبیش نہیں کرسکتا اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کی دعا سے عمریں ربّ تعالیٰ گھٹا بڑھا دیتا ہے۔ آخر عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ فرماتے تھے آپ کی دعا سے نئی عمریں مل جاتی تھیں ثابت ہوا کہ دعا سے تقدیر پلٹ جاتی ہے۔

## موسیٰ علیہ السلام کا تھپڑ اور ملک الموت

صحیح حدیث میں ہے کہ ﴿ترجمہ﴾ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ملک الموت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے پاس آئے ان سے کہا کہ اپنے ربّ کا بلاوا قبول کیجئے۔ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کی آنکھ پر طمانچہ مار دیا۔ اسے نابینا کردیا۔ فرماتے ہیں کہ پھر وہ فرشتہ ربّ تعالیٰ کی طرف واپس ہوا۔ عرض کیا کہ تو نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا اور اس نے میری آنکھ بیکار کردی۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ انہیں لوٹا دی اور فرمایا میرے بندے کی طرف لوٹو اُن سے کہو کہ آپ زندگی چاہتے ہیں اگر زندگی چاہتے ہوں تو اپنا ہاتھ بیل کی کھال پر رکھئے آپ کا ہاتھ جتنے بالوں کو ڈھکے گا آپ ہر بال کے عوض ایک سال جئیں گے، پھر عرض کیا، فرمایا پھر آپ وفات پائیں گے، عرض کیا تو ابھی قریب ہی ہیں۔ اے میرے ربّ مجھے مقدس زمین سے ایک پتھر کی پھینک کے قریب گرادیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم اگر میں پاس ہوتا تو تم کو قبر شریف راستہ کے کنارے سے سرخ ٹیلہ کے ساتھ دکھاتا۔

(متفق علیہ باب المناقب: مشکوٰۃ باب المناقب ذکر الانبیاء علیہم السلام باب المناقب ...... بخاری و مسلم و مشکوٰۃ)

طریقہ استدلال......تقدیرِ معلق کے قاعدہ پر عزرائیل علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کرنے کیلئے آئے انہیں رازِ الٰہی کا علم نہ تھا رازِ الٰہی موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مار کر ظاہر کردیا یہی تقدیرِ مبرم ٹالنا ہے۔ لیکن ہم اہلسنّت اس کا نام شبیہ معلق بالمبرم یا شبیہ بالمعلق رکھتے ہیں جس کا وہابیوں دیوبندیوں کے فرقہ کو انکار ہے۔ اسے فقیر نے قرآن اور احادیثِ مبارکہ سے ثابت کردیا ہے۔ صرف اسی کو موضوع بحث بناؤں تو ایک مستقل تصنیف چاہئے ماننے والوں کیلئے کافی ہے نہ ماننے والوں کو دفاتر و ضخیم تصانیف بھی ناکافی ہیں۔

## ﴿فوائد﴾

اس حدیث شریف سے چند فوائد ملاحظہ ہوں:۔

☆ اللہ تعالیٰ کو انبیاء علیہم السلام کا ادب محبوب ہے یہی وجہ ہے کہ عزرائیل علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو گویا یوں فرمایا، اے ملک الموت! تم ان سے اس طرح عرض کرو انہیں اختیار دو آنے کیلئے صیغۂ امر عرض نہ کرو اگر وہ بہت دراز مدت بھی دنیا میں رہنا چاہیں تو منظور ہے۔

☆ موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مارا کہ وہ حضرات ربّ تعالیٰ کی طرف سے مختار ہوتے ہیں زندگی وموت ان کی اختیاری ہوتی ہے مثلاً ربّ تعالیٰ کے اس فرمان میں حضرت ملک الموت کا جواب ہے (کہ انہوں نے عرض کیا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام مرنا نہیں چاہتے) ملک الموت جا کر دیکھ لو کہ تم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے موت سے بچنے کیلئے مارا ہے یا کسی اور وجہ سے۔ موت سے بچنے کیلئے ہوتا تو پھر آخر میں موت کیلئے سرِ تسلیم خم کیوں؟

☆ معلوم ہوا کہ مقبولوں کی دعا بلکہ ان کی خواہش سے عمریں بڑھ جاتی ہیں آئی قضا ٹل جاتی ہے، آفتیں دُور ہو جاتی ہیں۔ آدم علیہ السلام کی عمر شریف پوری ہو چکی تھی لیکن اگر آپ زندگی چاہتے تو ہزار سال عطا ہوتی۔ بلکہ ملک الموت کے اس آنے جانے عرض معروض کرنے کی بقدر قضاء ٹلی رہی۔ یہی ہمارا موقف ہے کہ وہ تقدیم مبرم ہے جو ملائکہ کے علم میں نہیں اور لوح محفوظ میں بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ اپنے محبوبوں کی دعا سے ٹال دوں گا۔ یہی مفہوم یمحو اللّٰہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے' کا ہے۔

فائدہ...... حدیث شریف میں بھی اسی تقدیر مبرم (شبیہ بالمعلق) کا ثبوت ملتا ہے۔

حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم (رواہ ابن عساکر۔ کنز العمال، ج۲ص۳۹)

دعا زیادہ کیا کرو اس لئے کہ دعا تقدیر مبرم کو بھی ٹال دیتی ہے۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گویا کہا گیا کہ آپ کی وفات بھی ہوگی آپ کے اختیار سے۔ خیال رہے کہ انبیاء کیلئے بھی موت ضرور ہی آتی ہے مگر وقتِ موت میں انہیں اختیار رہتا ہے اور یہ اختیار بھی ہمیشہ کہ جب بھی موت آئے ان کی مرضی سے آئے۔

☆ موسیٰ علیہ السلام کا کہنا کہ مجھے اس گھڑی موت منظور ہے تمہیں اس وقت مارنا موت کے خوف سے نہ تھا بلکہ وہ کہلوانے کیلئے تھا جو تم نے اب کہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ بلاوے تین طرح کے ہوتے ہیں:

۱......دعوتِ خوشی کیلئے بلاوا جسے کہتے ہیں نوید مسرت۔

۲......دوسرے سمن عدالت میں حاضری کا بلاوا۔

۳......تیسرے وارنٹ گرفتاری۔

کافر کی موت وارنٹ ہے۔ عام مومنوں کی موت سمن ہے۔ حضرات انبیاء کی موت دعوتِ خوشی یعنی نوید مسرت ہے۔ ملک الموت نے نوید مسرت کو سمن کے طور سے پر پیش کیا یعنی نوید مسرت کو سمن بنادیا کہ کہا اجب ربك حاضر بارگاہ ہوا اس لئے مارا تھا۔ حضرت ملک الموت نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جان شریف قبض کرنے کی اجازت چاہی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے مشورہ کیا۔ غرض جبرئیل نے عرض کیا کہ ربّ تعالیٰ آپ کا مشتاق ہے چلئے۔ تب اجازت دی تو آپ کی روح قبض فرمائی گئی۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سکھا دیا تھا۔

**اشعۃ اللمعات** میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جلالی نبی ہیں۔ جب آپ کو غصہ آتا تو سر پر اوڑھی ہوئی ٹوپی جل جاتی تھی۔

**خلاصۃ الاصول**......عمر کا گھٹنا بڑھنا تقدیر پر ہے تقدیر بندگانِ خدا تبدیل کر دیتے ہیں اس کیلئے ایک شعر مشہور ہے ؎

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

**اس پر چند اُصول مندرج ہیں:۔**

☆ اللہ کسی کی عمر بڑھائے وہ مالک ہے وہ نہ کسی سبب کا محتاج ہے اور نہ اسے کسی کی ضرورت ہے۔

☆ کسی بندۂ خدا کے عرض سے کسی کی عمر بڑھادے۔

☆ بندے سے اعمالِ صالحہ میں سے کوئی نیک عمل ہو جاتا ہے۔

☆ والدین میں سے کسی کی خدمت کرنے سے ان کی دعا ہو جائے۔

☆ کسی کی دل سے دعا ہو جائے بالخصوص کسی خدا کے ولی سے۔ حدیث شریف میں ہے، دعا تقدیر بدل دیتی ہے۔

☆ صدقہ وخیرات سے بھی عمر بڑھ جاتی ہے۔

☆ فقراء ومساکین اور بیمار، لنگڑے لنجے، اپاہج وغیرہ کی دستگیری کرنا۔

☆ اعمال صالحہ بالخصوص تہجد، اشراق، نوافل، تلاوتِ قرآن اور دُرود شریف کے بعد دعا مانگنا۔ ان ہر ایک کے متعلق مفصل ومجمل گزشتہ اوراق میں گفتگو ہو چکی ہے۔

## اسلام میں طویل العمر زندگی بسر کرنا یعنی بوڑھے مسلمان کے فضائل

اس کے متعلق متعدد روایات ہیں۔ چند احادیث فقیر یہاں عرض کرتا ہے:۔

☆ حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان چالیس سال کا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس سے تین بلائیں دُور فرماتا ہے۔ جنون، جذام اور برص۔ اور جب پچاس سال تک پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر گناہ ہلکے کردیتا ہے۔ جب ساٹھ سال کا ہوجاتا ہے تو اسے اپنی طرف رجوع کی توفیق بخشتا ہے۔ جب ستر سال کا ہوجاتا ہے تو اس سے ملائکہ محبت کرتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس سے اہل سماع محبت کرتے ہیں۔ جب وہ اسی سال کا ہوجاتا ہے تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اس کا نام زمین پر اسیر اللہ (اللہ کا قیدی) رکھا جاتا ہے اور وہ قیامت میں اپنے گھر والوں کی شفاعت کرے گا۔ بغوی کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت میں اس کے گھر والوں کیلئے شفیع بنائے گا۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میرا بندہ چالیس برس کا ہوجاتا ہے تو میں اسے تین بلاؤں سے عافیت دیتا ہوں۔ جنون، جذام اور برص۔ اور جب وہ پچاس سال کا ہوجاتا ہے تو اس کا حساب آسان کروں گا۔ جب وہ ساٹھ سال کا ہوجاتا ہے تو میں اس کے دل میں رجوع الی اللہ کی محبت ڈال دیتا ہوں۔ اور جب وہ ستر سال کا ہوجاتا ہے تو اس سے ملائکہ کرام محبت کرتے ہیں۔ جب وہ اسی سال کا ہوجاتا ہے تو اس کی نیکیاں لکھتا ہوں اور اس کی برائیاں مٹا دیتا ہوں۔ جب وہ نوے سال کا ہوجاتا ہے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ زمین میں اسیر اللہ (اللہ کا قیدی) ہے اور اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور قیامت میں وہ اپنے گھر والوں کی شفاعت کریگا۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ چالیس سال کا ہوجاتا ہے اور یہی انسان کی اصل عمر ہے تو اللہ تعالیٰ تین بلاؤں سے امان دیتا ہے۔ جنون، جذام اور برص۔ جب وہ پچاس سال کا ہوجاتا ہے اور یہی 'الدھر' ہے اللہ تعالیٰ اس پر حساب آسان کرے گا اور جب بندہ ساٹھ سال کا ہوجاتا ہے تو قوت وطاقت انسان سے روگردانی کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی طرف سے ان اُمور کی طرف رجوع کراتا ہے جس سے وہ راضی ہوتا ہے۔ جب وہ ستر سال کا ہوجاتا ہے یہ 'حقب' کا دور ہے تو اس سے ملائکہ کرام محبت کرتے ہیں۔ جب وہ اسی سال کا ہوجاتا ہے یہی خوف کا دور ہے تو اس کی نیکیاں ثبت کی جاتی ہیں اور گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ جب وہ نوے سال کا ہوجاتا ہے یہ 'فقد' (گمشدگی) کا دور ہے تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور وہ قیامت میں اپنے گھر والوں کی سفارش کرے گا اور آسمان والے اس کا 'اسیر اللہ' نام رکھتے ہیں۔ جب وہ سو سال کا ہوجاتا ہے تو زمین پر اس کا نام 'حبیب اللہ' رکھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ اپنے حبیب کو ایذاء نہ دے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بوڑھا ایسا نہیں جس نے اپنی زندگی اسلام میں چالیس سال گزاری مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے جنون، جذام، برص دفع فرمائے گا۔ جب وہ پچاس سال کو پہنچتا ہے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کا نرم حساب لے گا۔ جب وہ ساٹھ سال کا ہوجاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اپنی طرف رجوع کی توفیق بخشتا ہے جب وہ ستر سال کا ہوجاتا ہے اس سے اللہ کے فرشتے محبت کرتے ہیں جب وہ اسی سال کا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں قبول فرمالیتا ہے اور برائیوں سے درگزر فرماتا ہے۔ جب نوے سال کا ہوجاتا ہے تو اسکے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں اور زمین پر اللہ تعالیٰ کا قیدی اس کا نام رکھا جاتا ہے اور قیامت میں اس کے گھر والوں کیلیے اس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ (کتاب الزہد میں امام بیہقی نے روایت کیا)۔

☆ ابویعلیٰ نے مرسلاً روایت کیا کہ جب تک بچہ بالغ نہیں ہوتا اس وقت تک اسکی نیکیاں اسکے والدین کے نام لکھی جاتی ہیں اور اس کی برائیاں نہیں لکھی جاتیں اور نہ ہی اس کے والدین کے نام اس کی برائیاں لکھی جاتی ہیں۔ جب وہ بالغ ہوتا ہے تو پھر اس پر قلم کا اجراء ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ دو فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اس کے ساتھ رہتے ہیں اور اس کی حفاظت کے ساتھ اس کی رہبری کرتے ہیں جب وہ چالیس سال کا ہوجاتا ہے تو اس کی ترتیب وہ ہے جو اوپر کی روایت میں مذکور ہوچکی ہے۔

**فوائد**...... اوپر کی روایات کے شواہد ہیں:۔

☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس امت مصطفویہ (علیٰ صاحبها الصلوٰة والسلام) میں اسی سال کا ہوجاتا ہے تو اس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں پیشی نہ ہوگی اور نہ ہی اس سے حساب لیا جائے گا اور اسے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے احسن تقویم کی تفسیر میں فرمایا کہ انسان تخلیق میں سب سے زیادہ معتدل ہے۔ ثم رددنه اسفل سافلين سے مراد ہے کہ اسے رذیل ترین عمر کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور غیر ممنون بھی غیر منقوص ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب مومن ارذل العمر تک پہنچتا ہے تو نیک عمل جو جوانی میں کرتا تھا تو اسے اب ان اعمال صالحہ کا اجر دیا جائیگا جو جوانی اور صحت میں کرتا تھا اور اسے اب بڑھاپے میں برے کام نقصان نہ دیں گے اور نہ ہی اس کی خطائیں لکھی جائیں گی۔ (اسناد صحیح) مصنف نے اپنے متعلق کہا ہے، آزادی کا احسان فرما۔ (التحصال المکفر، ص ۴۲، ۴۳)

## بڑھاپے کے فضائل

مانا کہ بڑھاپا ایک عظیم مصیبت ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا اجر بھی عظیم سے عظیم تر بنایا ہے۔ لیکن وہ بڑھاپا تو بہت بڑی نعمت ہے جو طاعتِ الٰہی میں بسر ہو۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے شرح الصدور میں ایک عنوان 'طاعتِ الٰہی میں طویل العمر کا بیان' قائم کر کے مندرجہ ذیل احادیث تحریر فرمائی ہیں:۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جس کی عمر لمبی ہو اور نیک عمل ہو۔ پھر پوچھا سب سے برا کون ہے؟ آپ نے فرمایا جس کی عمر لمبی ہو عمر برا ہو۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہارے سب سے اچھے آدمی کی خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں اسلام کی حالت میں جس کی عمر طویل ہو اور اچھے کام کرے۔

☆ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مسلمان کی عمر جب بھی لمبی ہوگی اس کیلئے اچھا ہی ہوگا۔ (شرح الصدور)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ قضاعہ کے دو آدمی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے ان میں ایک تو شہید ہوگیا اور دوسرا ایک سال تک زندہ رہا پھر مرگیا۔ طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں' میں نے خواب میں دیکھا کہ بعد میں مرنے والا شہید سے بھی پہلے جنت میں داخل ہوگیا۔ صبح کو میں نے یہ واقعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا اس نے اس کے بعد ایک رمضان کے روزے نہ رکھے تھے اور سال بھر میں چھ لاکھ رکعت نماز اور اتنی اتنی سنتیں نہ پڑھی تھیں؟

☆ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کے نزدیک اس شخص سے افضل کوئی نہیں جو اسلام میں بوڑھا ہو اور تمام عمر تسبیح وتکبیر وتہلیل یعنی لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ، اللہ اکبر اور سبحان اللہ میں گزار دے۔

☆ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان کی زندگی کا ہر دن غنیمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کرتا ہے نمازیں اور ذکر وفکر کرتا ہے۔

☆ حضرت ابراہیم بن ابی عبدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب مومن مرے گا تو اللہ تعالیٰ سے تمنا کرے گا کہ مجھے دوبارہ دنیا میں لوٹا دیا جائے تاکہ میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کروں۔

فائدہ...... بہت سے خوش قسمت بڑھاپے میں جوانی سے بھی زیادہ عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں سابق دور میں بیشمار ایسی مثالیں ملتی ہیں اور دورِ حاضرہ میں بھی بکثرت ایسے بوڑھے موجود ہیں۔ ہاں بوڑھاپے سے تنگ آ کر موت کی آرزو منع ہے۔

# احادیث مبارکہ

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئیگی جب تک کہ قبر کے پاس سے گزرنے والا یہ نہ کہے گا، اے کاش! اس کی جگہ میں ہوتا۔

☆ ہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی دعا مانگ سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا، اے اللہ! میری طاقت کم ہوئی اور عمر بڑی ہوئی، میری رعایا منتشر ہوئی، تو مجھے موت دے تاکہ میں ضائع اور کوتاہی کرنے والا نہ بن جاؤں۔ ابھی ایک ماہ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ آپ شہید ہو گئے۔ ہاں ایک یوں بھی دعا کر سکتا ہے کہ اے اللہ! اگر میرا زندہ رہنا میرے لئے مفید ہے تو مجھے زندہ رکھ ورنہ مجھے موت دے دے۔

انتباہ...... بڑھاپے کے فضائل اس بوڑھے کیلئے ہیں جس کی جوانی عبادت اور اطاعتِ الٰہی میں گزری۔ اگر جوانی برائیوں میں بسر ہوئی تو بڑھاپے کے گناہوں پر بھی سزا ہوگی۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "بڑھاپا" میں۔

## والدین کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے عمر میں برکت

ماں باپ کے ساتھ صلہ رحمی کا تقاضا یہ ہے کہ اُن کی زندگی میں اُن کی خدمت کی جائے اور اُن کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کا برتاؤ کیا جائے تو اس کے نتیجے میں یقین کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دنیوی و اُخروی، ظاہری اور باطنی نعمتوں سے مالا مال فرمائے گا چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے۔

☆ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے اپنے والدین کیساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا اُس کیلئے خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ اُس کی عمر میں اضافہ فرمائے گا۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اُس کی عمر لمبی ہو جائے اور اُس کے رزق کو بڑھا دیا جائے، تو اُسے چاہئے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور صلہ رحمی کرے۔ (مسند امام احمد)

مذکورہ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور صلہ رحمی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں آدمی کی عمر میں اضافہ فرماتا ہے اور رزق میں بھی فراوانی عطا فرماتا ہے۔

روحانی اور احکام شرعی کے بعد چند طبی اُمور عرض کرتا ہوں یہ بھی صرف ایک نمونہ کی حیثیت سے ہے۔ مفصل و مکمل بحث کتب طب میں ہے کہ طبی اصول پر عمل کرنے سے بھی عمر بڑھ جاتی ہے۔ اسی لئے کتب طب بجائے اپنے سمجھنے کسی حاذق و ماہر طبیب و ڈاکٹر کا دامن پکڑے۔ نیم حکیم اور کمپاؤنڈر قسم کے ڈاکٹر سے دُور رہے۔ مثلاً مشہور ہے:

نیم حکیم خطرہ جان اور نیم ملاں خطرہ ایمان

## حکایت

حکیم حافظ محمد اجمل خان دہلوی مرحوم کو کسی نے کہا کہ آپ کا فلاں ہمسایہ مر گیا ہے آپ نے فرمایا وہ نہیں مرا۔ میرے آنے تک اس کی تجہیز و تکفین نہ کریں آپ وہاں پہنچے تو اسے دوائی سنگھائی تو وہ فوراً اُٹھ بیٹھا۔ آپ نے فرمایا یہ اپنی طبعی موت مرے گا۔ اب اس کی ایک بری عادت کا اثر ہوا جس نے اس کی روح کو دبوچ لیا وہ یہ کہ پیشاب کرتے وقت پیشاب کے چھینٹے اس کی پنڈلیوں پر پڑتے رہتے تھے اس کے اثر سے روح پر حملہ ہوا۔ اس کیلئے کافی تفصیل ہے اکثر سکتہ کی موت ہوتی ہے۔ اس کی تحقیق بھی کرلینی چاہیے۔

## انسانی عمر کی درازی

جناب حکیم محمد حسین صاحب لاہوری مرحوم فرماتے ہیں۔ یورپ کے طبی حلقے سال ہا سال سے اعادہ شباب اور درازی عمر کے جن تجربوں پر مشغول تھے۔ ان میں سب سے زیادہ ڈاکٹر وورونوف کو ہوئی ہے۔ جو بندر کی گلٹیوں کی قلم انسان کے جسم کے اندر لگا کر بڑھاپے کو جوانی سے بدل دیتا ہے۔ اس کی حیرت انگیز علمی کامیابیوں کا غلغلہ کئی سال سے بلند ہے اور اب اس درجہ مشہور ہو چکا ہے کہ ہر چوتھے یا پونچویں ہفتے اس بارے میں کوئی نہ کوئی خبر رپورٹ ایجنسی کے ذریعے سے دنیا میں مشتہر ہوتی رہتی ہے۔

سب سے پہلے ۱۹۲۲ء میں رپورٹ نے یہ خبر مشتہر کی تھی کہ سابق قیصر جرمنی نے ڈاکٹر وورونوف کو بلایا ہے تاکہ اس عملیہ کا تجربہ کریں۔ اس کے بعد ۱۹۲۴ء میں فرانس کے ہافاس ایجنسی نے خبر دی کہ حکومت فرانس نے ڈاکٹر موصوف کو الجزائر بھیجا ہے تاکہ وہاں کہ بھیڑوں پر اس عملیہ کا تجربہ کریں۔ اسی زمانہ میں پیرس کے مشہور مصور 'رسالہ لا السترا سیون' نے اس عملیہ کی تاریخ اور عملی نتائج پر متعدد مضامین لکھے اور تھوڑے عرصہ کے بعد انگلستان کے اخبارات سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر وورونوف نے لندن کا سفر کیا ہے اور شاہی طبی مجلس کے زیر اہتمام ایک وسیع جلسہ میں تقریر کی ہے۔ اس جلسہ میں انہوں نے ایک ۷۵ سال کا بوڑھا آدمی بھی پیش کیا۔ جو حد درجہ کا کمزور ہو چکا تھا مگر اب اس عمل کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ چالیس سال کا طاقتور جوان معلوم ہوتا تھا۔

اس کے بعد فرانس اور انگلستان کے طبی رسالوں میں یہ بحث از سر نو چھڑ گئی۔ مختلف پہلوؤں سے اس پر بحثیں ہوتی رہیں۔

شاید ہندوستان ہی وہ جگہ ہے جہاں اس عمل کی کامیابی اور مقبولیت کا سب سے پہلے اور سب سے بہتر اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔ بندروں کی سب سے بڑی آبادی افریقہ کے بعد ہندوستان ہے اور اگر عمدہ نسل کے بندروں کی جستجو ہو تو وہ غالباً صرف ہندوستان کے جزیروں ہی میں مل سکتے ہیں اس لئے ہر ایسے علم کیلئے جس میں اس انسان سے ایک درجہ فروتر جانور کی ضرورت ہو۔ ضروری ہے کہ ہندوستان سے اپنی ضرورت پوری کرنے کا انتظام کرے۔ ۱۹۲۵ھ میں اچانک معلوم ہوا کہ شمالی ہند میں ایک نئی قسم کی تجارت شروع ہوگئی ہے اور خوب فروغ پا رہی ہے یہ تجارت بندروں کے فرانس بھیجنے کی تجارت تھی۔ معلوم ہوا کہ فرانس کی ایک حیوانات فروش دکان سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں عمدہ نسل وقسم کے بندر طلب کر رہی ہے اور بمبئی، کلکتہ، کولمبو سے ایک ایک جہاز میں سو سو بندر بھیجے جا رہے ہیں۔ یہ صورت حال اس بات کا قطعی ثبوت تھی کہ ڈاکٹر وورونوف کا عمل کم از کم مقبول خوب ہو رہا ہے۔

حال میں رپورٹر ایجنسی نے پیرس سے ایک نئی خبر شائع کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا تھا کہ حکومت فرانس نے ڈاکٹر موصوف کو فرانس اور اٹلی کے سرحدی مقامات میں سے ایک نہایت پرفضا اور معتدل مقام دے دیا ہے اور انہوں نے وہاں ایک قدیم قلعہ میں بہت بڑی تعداد بندروں کی جمع کر لی ہے۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ خود یورپ میں بندر پال کر بڑی تعداد پیدا کر لی ہے تاکہ اس عمل کے انجام دینے میں سہولت ہو۔

اس خبر کے دو ہفتہ بعد پیرس کے مشہور اخبار 'طان' میں ایک ملاقات کا دلچسپ حال شائع ہوا۔ جو اسی سرحدی مقام کے قدیم قلعہ میں (جو اب بندروں کی قیام گیا ہے) مسٹر چرچل اور ڈاکٹر وورونوف میں ہوئی تھی۔ ملاقات کی سرگذشت ڈاکٹر ایم۔ لوٹی فارسٹ کی قلم سے نکلی تھی۔ جو ڈاکٹر وورونوف کے پرانے دوست ہیں۔

چونکہ یہ معاملہ موجودہ دنیا کا سب سے زیادہ اہم طبی انکشاف ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ایک جامع تحریر موضوع پر شائع کردیں ہم نے مختلف مصادر سے اس مبحث کے تین اہم حصے لے لئے ہیں اور انہیں ضروری نوٹوں کے ساتھ شائع کر دیئے ہیں۔ پہلا ٹکڑا نیویارک کے میکیکل جرنل کے ایک مضمون سے ماخوذ ہے، جو دنیا کے معتمد طبی رسائل ہیں۔ دوسرا پیرس کے مشہور رسالہ 'لا السترا سیون' کے مضامین سے مرتب کیا گیا ہے جو اس موضوع سے شائع ہوئے تھے۔ تیسرا 'طان' پیرس سے لیا گیا ہے۔ جس میں مسٹر چرچل اور ڈاکٹر وورونوف کی ملاقات کی سرگذشت بیان کی گئی ہے۔ یہ مختصر خلاصہ ہندوستان کے بعض انگریزی اخبارات میں بھی شائع ہو چکا ہے لیکن اب ڈاک کے اخبارات میں 'طان' آگیا ہے اور اس میں پوری سرگذشت درج ہے۔

زندگی کی بیمہ کرنے والی کمپنیوں کی سالانہ رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں کہ گذشتہ صدی کے آخری پچیس برسوں میں انسان کی عمر پہلے سے بارہ برس زیادہ ہوگئی ہے۔ امریکن پروفیسر ڈاکٹر میو نے واشنگٹن یونیورسٹی میں پچھلے مہینے تقریر کرتے ہوئے کہا، اعداد وشمار سے ثابت ہوگیا کہ انسان کی عمر بڑھ رہی ہے سولہویں صدی سے اُنیسویں صدی کے وسط یعنی ۱۸۵۰ء تک انسان کی عمر میں بیس برس کا اضافہ ہوگیا ہے۔ اس کے بعد بھی ترقی برابر جاری رہی۔ اس وقت انسان کی متوسط عمر ۵۸ سال تک پہنچ چکی ہے۔

پروفیسر مذکور کے خیال میں اِس زیادتی کا اصل سبب علم حفظان، صحت کی ترقی اور عقل انسانی کی سبقت ہے۔ اب انسان بہت سے ایسے امراض پر غالب آگیا ہے جو پہلے ناقابل علاج تھے۔ اس نے بتایا کہ مرد کی زندگی کیلئے سب سے زیادہ خطرہ پچاس اور اٹھاون سال کی درمیانی عمر میں ہوتا ہے۔ [1] لہٰذا اس موقع پر غیر معمولی احتیاط کی ضرورت ہے۔ عورت کی زندگی سولہ اور اٹھارہ سال کی عمر میں سب سے زیادہ خطرے میں ہوتی ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ اکثر عورتیں اسی عمر میں مرتی ہیں۔ عمر کی درازی میں وِراثت کو بھی بہت دخل ہے۔ جن خاندانوں میں عمر زیادہ ہوتی ہے ان کی نسل زیادہ مدت تک زندہ رہتی ہے۔ یہ اس لئے کہ عمر کا تعلق جسم کے ان خلایا تھیلیوں سے ہے جو زندگی کی محافظ اور پرورش کرنے والی ہیں۔ علمائے علم الحیوانات نے اب یہ بات تسلیم کرلی ہے کہ زندگی کی ان تھیلیوں کو قوت وصلاحیت عام طور پر موروثی ہوتی ہے۔ لہٰذا طویل العمر خاندانوں کے افراد کو زیادہ عمر پانے کی اُمید رکھنی چاہئے بشرطیکہ بے اعتدالیوں سے زندگی کی قوتیں قبل از وقت ضائع نہ کردیں۔

حال میں مشہور عالم روسی ڈاکٹر وورونوف نے اعلان کیا کہ عنقریب انسان ۱۲۵ برس کی عمر حاصل کرلے گا اور علم کی ترقی بہت جلد اس مدت کو ۱۴۰ سال تک بڑھا دے گی۔ اور بہت سے علماء نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ دنیا بھر میں زندگی کی درازی کیلئے ایک زبردست تحریک پیدا ہوگئی ہے۔ (تبصرۃ الاطباء: مارچ ۱۹۳۲ء)

---

[1] یہ حکیم صاحب کا اپنا تخمینہ ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اعمار اُمتی ما بین السبعین وستین او کما قال

میری اُمت کی عمریں ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہیں۔

جو کہ اس کی تعیین بڑھ جاتے ہیں وہ قلیل والقلیل کالعدوم احکام شرع کا ترتب کثرت پر ہوتا ہے۔ (اُویسی غفرلہٗ)

# تندرستی کے اُصول

جس طرح موسم میں بکثرت سردی پڑنے سے لباس کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے کیونکہ بیرونی برودت کا روکنا بغیر کافی لباس کے ناممکن ہے۔ یوں جسم کو گرم رکھنے کیلئے یعنی جس سے اندرونی اعصاب وقویٰ بھی گرم رہیں۔ غذا بھی ان کیلئے بکثرت درکار ہوتی ہے اور یہ تحقیق شدہ فیصلہ ہے کہ بھوک ہمیشہ عادت کے بڑھانے سے بڑھتی ہے اور جوں جوں کوئی شخص معمول بناتا جائے اور غذا سے موافق بھی آتی جائے (یعنی پچتی جائے) تو وہ دن میں اچھے اچھے لذیذ ومقوی کھانوں کا زیادہ شائق ہوجاتا ہے۔ چونکہ موسم سردی میں بھوک پیدا ہوا کرتی ہے لہذا روغن اور مقوی کھانے استعمال کرنے سے انسان کو زکام ونزلہ اور کھانسی، درد پہلو، نمونیا وجع مفاصل وغیرہ وغیرہ اور لعن میں گرفتار ہونے کا خدشہ رہتا ہے تو وہ اوّل غذا کو حد اعتدال سے متجاوز نہ ہونے دے۔ تو اس حالت میں یعنی غذا کو اپنی عادت کے موافق وزن استعمال کرنے سے بیشک غذا اچھی مقوی اور مرغن کھائے لیکن اگر بھوک کا متحمل نہ ہوسکے اور بہت زیادہ کھانے استعمال کرنے کو جی چاہے تو رُوکھی سوکھی بھُنی ہوئی غذا بکثرت کام میں لائے مثلاً آلو، مٹر، چنے وغیرہ بھنے ہوئے یا صرف ایک جوش دیا ہوا دودھ وغیرہ۔

جو لوگ موسم سرما میں گوشت، انڈے، مرغی اور شراب وکباب کا بکثرت استعمال جائز سمجھ کر ان کے عادی ہوجاتے ہیں وہی لوگ لاعلاج امراض کے نناوے فیصد شکار ہوا کرتے ہیں۔ موسم سرما میں جلاب یا فصد یا قے کرانا قطعی بات نہیں ہے اور جب کوئی شخص کھانے پینے میں سب کچھ چرب وچرب ثقیل وکثیف ٹھونسے جاتا ہے تو اس کو کسی نہ کسی طرح کے تنقیہ کی حاجت پیش آتی ہے اب اگر وہ مُسہل یا قے کی ادویات استعمال کرے تو کئی آفتوں میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ لہٰذا لاپرواہ شخص کسی قسم کے اروار کی بھی چنداں ضرورت نہ رکھ کر اس اندھا دھند خورد ونوش روش پر چلے جاتے ہیں اور کچھ عرصہ بعد کسی مہلک عارضہ کے زیر مشق آجاتے ہیں۔

زیادہ کھانے سے نیند کا بھی بہت زیادہ غلبہ ہوتا ہے اور جو لوگ کھانا کھاتے ہی سوجاتے ہیں ان کو زکام ونزلہ وغیرہ میں فوراً ہی مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ موسم سرما میں دن کے وقت تو کسی حالت میں بھی سونا نہ چاہئے اور رات کے وقت بھی کھانے کے بعد کم ازکم دو گھنٹہ ضرور بیدار رہنا چاہئے۔ مگر کھانا کھانے کے بعد جیسا کہ آج کل کے پڑھے لکھے لوگوں کا عام دستور ہے بستر پر لیٹ کر اخبار وغیرہ کا مطالعہ شروع کردیتے ہیں اور پڑھتے پڑھتے سوجاتے ہیں۔ سردی کے ایام میں اوّل تو یہ بات ہی غلط ہے یعنی ہر شخص کو پڑھتے پڑھتے نیند ہی نہیں آتی کیونکہ موسم سرما کی شدت سے آنکھوں کی پتلیاں ورطوبات سکڑ جاتی ہیں اور دماغ کے عضلات پر بوجھ پڑتا ہے۔ اس لئے بکثرت انسانوں کی نیند اُچاٹ ہوجاتی ہے اور وہ تمام رات یا کئی گھنٹے بالضرور نیند کو یاد کرکے پریشان ہونے لگتے اور اکثر شماری میں وقت کو ٹالتے ہیں چونکہ تارے بھی روبرو نہیں ہوتے اور نرم گدے بستر پر خراب خیالات کے

گرویدہ ہوجاتے ہیں بعضوں کی ان خیالات میں آنکھ بھی لگ جائے تو فوراً احتلام وغیرہ ہوجاتا ہے۔اس لئے واجب یہ ہے کہ کھانا کھا کر کم از کم آدھ گھنٹہ گھر میں ہی چہل قدمی کرے بعدازاں بستر پہ بیٹھ جائے یا کمبل وغیرہ اوڑھ کر دوستوں، رشتہ داروں میں باتوں کا حظ حاصل کرے۔اگر مطالعہ کتب اخبارات وغیرہ یا تحریر کا کام کرنا ہے تو اس وقت قطعی ملتوی رکھو اور کھانا کھائے ہوئے دو گھنٹے کا ربط بناؤ۔مثلاً ایک شخص شام کو چھ بجے کھانا کھالے تو وہ آٹھ یا نو بجے درمیان خوشی سے سوسکتا ہے اور چھ سات گھنٹے نیند حاصل کر کے تین چار بجے صبح کے قریب اُٹھ کر نوشت وخواند یا صنعت وحرفت وغیرہ کا کام کرسکتا ہے اور عبادت تو سونے پر سہاگا کا کام دے گی۔

## قیمتی زر کی حفاظت

موسم سرما میں عوام الناس مجامعت کے بھی زیادہ تردیوانے ہوجاتے ہیں بلکہ اکٹھے سونا ہی جائز سمجھتے ہیں یہ اُن کی سخت غلطی ہے ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ایسے لوگ نمونیا وغیرہ کے امراض میں سب سے زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔منی ہی جس میں ایک ایسی قیمتی طاقت ہے جس کی موجودگی میں معمولی جاڑے کی انسان پرواہ ہی نہیں کرسکتا اور جو لوگ ہر روز اپنا یہی قیمتی زر (منی) یوں تلف کرتے ہیں وہ سردی کے عام حوادث کا مقابلہ نہیں کرسکتے (احتلام اور جریان والوں کا عموماً آج کل ہی خاتمہ ہوتا ہے) ہر ایک انسان کو ہر موسم میں ہر حالت میں کسی کے ساتھ بلکہ کبھی نہیں سونا چاہیے۔ایک دوسرے کے ساتھ سونے سے اس کے عوارض کے کئی قسم کے اجرام مُبدل ہونے کا خدشہ ہے۔دوسرے اگر کمزور نحیف کے ساتھ قوی جسم سوئیگا تو اس کی جسامت کم ہوگی اور گو لاغر موٹا ہوجائیگا مگر کئی ایک مسموم کیڑے جن کو موٹا آدمی ہضم کئے تھا اس کے جسم میں سرایت ہوتے ہی اس کو کئی بیماریوں کا شکار بنادیتے ہیں لہٰذا بچے بوڑھے عورت مرد ہر ایک کو ہمیشہ جدا جدا سونا چاہیے۔

ہمارے خیال میں بچوں کو شیر خوارگی کے ایام سے ہی الگ چارپائی پر سلانا چاہیے ایک تو ان کے جسم میں کسی دوسرے کی سمت کا اثر نہ ہوگا دوسرے وہ جدا ہونے سے ان کے اعضاء وقویٰ آزادی سے وسعت پائیں گے۔تیسرے جوں جوں ان میں سوچنے سمجھنے کی (سونے جاگنے) کی طاقت پیدا ہوگی وہ خود کو الگ تن تنہا سمجھ کر بلاخوف وخطر جینے کی دُھن میں لگیں گے۔ہمارے ملک کی عورتیں جہالت کے سبب اپنے بچوں کو (جب تک کہ قریباً بالغ ہی نہیں ہوتے) اپنے ساتھ چارپائی پر سلاتی ہیں۔اگر رات کو اتفاقاً ہر دو کی آنکھ کھل جائے تو جنّوں، بھوتوں، پریوں، دیوؤں کے قصے یا بیاہ شادیوں کے (خواہ چڑیا چڑے کی ہی کیوں نہ ہوں) فسانے سناتی ہیں جو تمام عمر ان کو یاد رہتے ہیں (اور ان سے وہی رہتے ہیں)۔

سردی کے ایام میں دُور دراز علاقہ جات کے سفر بھی باز رہنا اشد ضروری ہے اور بالخصوص رات کے وقت کا سفر تو کسی حالت میں اختیار نہ کرو۔

## موسمی عوارض سے بچنے کی حکمت

ہم نے بتلایا کہ سردی میں زُکام ونزلہ، کھانسی درد پہلو، وجع المفاصل وغیرہ امراض کا اندیشہ شکوہ وشکایت عام ہوا کرتی ہے۔ دمہ والے مریض بھی ان دِنوں زیادہ تر مبتلائے دورہ ہوتے ہیں۔ ملیریا بھی اکثر ان علاقہ جات میں رہا کرتا ہے۔ ان میں سے زکام ونزلہ وکھانسی، ملیریا میں تو شرطیہ طور سے وہی شخص مبتلا ہوتے ہیں جو ہر وقت کھانے پینے اور سست ہی پڑے رہنے کی عادت رکھتے ہیں یا قبض ہو تو خواہ چوتھے دن ہی براز (بڑا پیشاب) اُترے پرواہ نہ کریں گے۔

جو لوگ ایسے عوارض سے بچنا چاہتے ہیں وہ ہمیشہ قبض کا فکر رکھا کریں جب بھی پاخانہ صاف خارج نہ ہو اُس دن اگر یہ معلوم ہو کہ زیادہ چرب ومقوی غذا کے سبب سے یہ عِلت ہوئی ہے اور صرف چند تولہ پانی گرم پی لینا چاہئے اگر دو تین گھنٹہ بعد بھی حاجت کھل کر نہ ہو تو پھر دو ایک دفعہ ویسا پانی ہی پئیں خود بخود طبیعت صاف ہو جائے گی مگر سست ہو کر لیٹ نہ جائیں بلکہ چند میل کی دوڑ پھاند یا مشقت کا کام کریں اور اس وقت تک کہ اچھی طرح دَست خارج ہو ہرگز ہرگز کسی قسم کی ہلکی غذا بھی نہ استعمال کریں۔

اگر شام کے وقت یا صبح کو کسی وقت سادہ غذا سے ہی قبض کی شکایت ہے تو دو تین تولہ مربہ ہلیلہ زرد قندے چینی کیساتھ یا نیم گرم پانی سے کھا لینا چاہئے۔ وہ بالکل تازہ بتازہ یا صرف ایک دفعہ کا جوش دیا ہوا ہو یا کہ گرم پانی یا تولہ ڈیڑھ یا دو تولہ تک بادام روغن کا تیل حل کر کے پئیں۔

ملیریا کے ایام میں کونین کا استعمال یا دیسی جڑی بوٹیوں کے مانع بخار عرقیات شیریں کا ہر روز یا دوسرے تیسرے از حد ضروری ہے۔

درد پہلو یا نمونیا اور وجع المفاصل وکمر درد، لاغر الجسم (دائم المریض) اشخاص کیلئے یعنی جن کو اپنی نحیفی کے سبب بیماریوں کا خدشہ ہوا کرتا ہے۔ موجودہ موسم میں سب سے مقوی، مغز کی چیز بادام روغن شیریں ہے ہم شرط کرتے ہیں کہ ان ایام میں ایسا جو آدمی ہر روز یا دوسرے دن ہی صبح کے وقت پاؤ سوا پاؤ گائے کے گھی میں (دیسی شکر) حل کر کے یا ایک تولہ ڈیڑھ تولہ روغن ملا کر پئے۔

## لمبی عمر کا راز

پہلے لوگ سو سال کی عمر تک میں اپنے دانتوں سے چنے چباتے تھے اپنے کام خود کیا کرتے تھے مگر آج کل کے نوجوانوں کے چہرے کی رونق غائب۔ بوڑھے تو ماشاءاللہ چار پائی سے نیچے اُترتے ہی نہیں۔ لوگوں کے ایسے سوالات کسی حد تک دُرست ضرورت ہیں کیونکہ پرانے وقتوں میں لوگ واقعی صحت مند ہوتے تھے، طویل عمر پاتے تھے، سو سال کی عمر تک پہنچنے پر بھی معذور نہیں ہوتے تھے، بینائی خوب کام کرتی تھی، دانت اور آنت (معدہ) باقاعدہ اپنی اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دیتے تھے اور آج کل کمزوری زیادہ، امراض پیچیدہ اور صحت غائب ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ پرانے وقتوں میں لوگوں کی خوراک نہایت ہی سادہ، آلودگی سے صاف اور حیاتین سے بھری ہوتی تھی۔ لوگ روحانی اور جسمانی پاکیزہ کے دلداہ تھے۔ غلط اُلجھنیں قریب نہ آتی تھیں عام طور پر بے فکری ہوتی اکثر وقت تازہ اور خوشنما دھوپ میں گزرتا تھا کھیل صرف بناوٹ کیلئے ہوتے تھے۔ اقتصادی مسائل کم تھے انہیں خلوص، ہمدردی اور مروت تھی۔ نشہ آور اشیاء کا استعمال کم تھا۔ مگر آج کل کی سوسائٹی میں ان ساری چیزوں کا فقدان ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب انسان نے دنیا میں قدم رکھا تو اس نے پہلے اپنے جسم کو ڈھانپنے کی ترکیب نکالی اس کے مقصد اور تھے ایک تو ستر ڈھانپنا دوسرے جسم کی حفاظت کرنا۔ پہلے پہل اس نے درختوں کی چھال سے اپنے جسم کو بیرونی حملوں سے بچایا کیڑے مکوڑوں کے خطرات اور دھوپ کا مقابلہ اس کا نرم جسم نہ کرسکتا تھا بعد ازاں وہ نئے نئے ڈھنگ سوچتا رہا حتی کہ آج کل انسان اپنے قیمتی ملبوسات میں ہمارے سامنے ہے۔

جب انسان کو قدرت نے اولاد سے نوازا تو اس کی نسل کے اندر اپنی جسمانی صحت کی حفاظت کا سوال سب سے زیادہ مقدم تھا۔ چنانچہ ورزش کے اُصول وضع کیے گئے۔ ہر شخص اپنے جسم کو خوبصورت اور مضبوط بنانے کی سوچتا، خوراک خوب کھاتا، ورزش کرتا، نہاتا اور جسم کا مظاہرہ کرتا اور اپنے قبیلہ میں باعزت قرار دیا جاتا، اس زمانہ میں صحت، قوت، توانائی عزت کی ضامن ہے۔

آج کل بھی ہمارے دیہاتوں میں لوگ نسبتاً تنومند (صحت مند) نظر آتے ہیں اور کافی عمر تک ان کی صحت برقرار رہتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ دیہات میں تازہ دودھ مکھن اور گھی استعمال ہوتا ہے اور بے فکری کے علاوہ تازہ ہوا، تازہ پھل اور تازی سبزیاں ان کی زندگی کو تروتازہ رکھتی ہیں۔ دیہاتی انسان دل لگا کر کام کرتا ہے اور بے فکری کی نیند سوتا ہے۔ صبح اُٹھتا ہے تو ہشاش بشاش نظر آتا ہے۔ دیہات کی زندگی مکروفریب، بغض وعناد اور لوٹ کھسوٹ کے جذبات سے بھی نسبتاً پاک ہوتی ہے۔

## رفیقہ حیات خدمت گار و غمگسار

چوڑیاں، سیندور اور سہاگ عزیز رکھنے والی دلہنیں شاید یہ بھول میں ہیں کہ ان چیزوں کا ان کے خاوند کی تندرستی اور زندگی سے براہِ راست کتنا تعلق ہے۔ شوہر کی وفات ہوتے ہی ایک عورت کی خوشیوں کا محل کہنہ عمارت کی طرح بیٹھ جاتا ہے اور اسے پھر کوئی نہیں پوچھتا۔ کم از کم ہندوپاک کی بیوہ خواتین کا تو یہی انجام ہوتا ہے کیونکہ معاشی طور پر وہ اپنے خاوند کی مالک امداد کی محتاج ہوتی ہے۔

دیکھا گیا ہے کہ بیوہ عورتوں کی تعداد رنڈوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ایک مرد عام طور سے ۶۸۔۷۰ برس اس سے بھی زیادہ تک جی سکتا ہے اور عورتیں عموماً ۷۴ برس کی عمر پاتی ہیں اس لئے مناسب ہوگا کہ شوہر کی عمر بڑھانے کی طرف زیادہ توجہ دی جائے۔

ایک شوہر بد مزاج چڑچڑا اور غصہ ور ہو سکتا ہے لیکن اس کی دیکھ بھال کرنا اور اس کی صحت کو برقرار رکھنا بہر حال ضروری ہوتا ہے ورنہ ایک عورت قبل از وقت بیوہ ہو کر اپنے کنبے کے ساتھ زمانے کی مخالف ہواؤں کا مقابلہ کرنے اور ایک بھیانک مصیبت سے دوچار ہو سکتی ہے۔

## تھکے ہوئے شوہر سے برتاؤ

صحت اور تندرستی کی برقراری محض مختلف قسم کی دواؤں اور طرح طرح کے پرہیز پر منحصر نہیں ہوتی بلکہ زندگی کے سفر میں چھوٹی چھوٹی باتیں، چھوٹے چھوٹے حادثے انسانوں کو خوش وخرم اور تندرست یا بیمار اور کمزور بنا سکتے ہیں۔

عورت کی خوشی اس کے خاوند کے تندرست رہنے میں ہوتی ہے۔ دن بھر کی تھکان کے بعد انسان گھر میں مکمل سکون چاہتا ہے اس لئے گھر کو بجائے ایسا بنانے کہ آنے والے کو کوفت اور اُلجھن ہو۔ مرد کو ایسا ہونا چاہئے جہاں وہ تھوڑی دیر کیلئے اپنے تمام آلام بھول جائے اور وہ گھر آکر دفتر میں اپنے مالک کی تنبیہ اور ساتھیوں کی یا عداوت کی باتیں فراموش کردے اور بیوی کی دل آویز مسکراہٹ اور بچوں کے معصوم پیار میں کھو جائے۔

گھر اور گرہستی میں بہت سی باتیں ہوتی ہیں بچے دن بھر ستاتے ہیں۔ کہیں نل ٹپکنے لگتا ہے۔ نوکر نے بازار سے سبزی اور دوسری ضروریات کی چیزیں ٹھیک سے لاکر نہیں دیں۔ گھر میں برتن کم ہوتے ہیں اور شیشے کے گلاس ٹوٹ جاتے ہیں۔ یہ تمام باتیں آپ کیلئے گھر چلانے کے سلسلے میں تو بہت اہم اور ضروری ہوسکتی ہیں لیکن ذہنی اور دماغی طور سے تھکے ہوئے مرد کو ان باتوں کو سنا کر پریشان مت کیجئے اور بار بار دُہرا کر اسے مزید ذہنی ہیجان میں مبتلا نہ کیجئے۔ یہ باتیں بعد میں کسی مناسب موقع پر بتائی جاسکتی ہیں یعنی جب وہ کھا پی کر ذرا آرام کے سانس لے رہا ہو۔

دوسرا اہم طریقہ ذہنی پریشانی کو روکنے کا یہ ہوسکتا ہے کہ آپ گھر کو چلانے میں اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ گھر، گھر کے مکینوں کیلئے چلایا جارہا ہے۔ آپ گھر کی صفائی ستھرائی کو مردوں کیلئے ایک مسئلہ نہ بنادیں جیسے وہاں نہ بیٹھو۔ اس چیز کو سلیقہ سے اسکی جگہ پر رہنے دو۔ ذرا پاؤں صاف کر کے چاندنی پر بیٹھو وغیرہ۔

صاف ستھرا گھر اور قرینے سے رکھی ہوئی چیزیں کسے پسند نہیں! لیکن اگر آپ کا شوہر دفتر سے گھر واپس آتا ہے اور آپ اس کو فوراً یہ کہہ کر دروازے ہی پر روک دیتی ہیں کہ ذرا جوتے اُتار دینا تو یہ اس کیلئے تکلیف دہ ہوسکتا ہے۔ آپ فرش دوبارہ صاف کرسکتی ہیں اور آنے والے کو یہ کہہ کر دلجوئی کرسکتی ہیں کہ آیئے چائے تیار ہے، پھل فروٹ موجود ہیں، آپ کی من بھاتی چیزیں تیار ہیں۔ دوسری اہم بات جو آپ کے شوہر کی تندرستی کیلئے ضروری ہے وہ ہے جسمانی ورزش۔ آپ دن بھر گھر میں اتنا کام کرلیتی ہیں کہ اس سے آپ کی جسمانی ورزش ہوجاتی ہے اور اپنے خاوند سے زیادہ تندرست رہتی ہیں اور بیماری سے دُور رہتی ہیں۔

اس لئے آپ کو چاہئے کہ آپ اُنہیں صبح دو تین میل پیدل چلنے کی رائے دے سکتی ہیں۔ اگر اس پر عمل ناممکن ہو تو دفتر سے واپسی پر کھانا کھانے کے بعد گھر سے چند فرلانگوں تک کا چکر لگانا یا کسی پڑوسی سے ملاقات کرنے چلے جانے کا مشورہ دے سکتی ہیں وغیرہ۔

اگر آپ دیکھتی ہیں کہ آپ کے شوہر کو اس طرح جسمانی ورزش سے بھی احتراز ہے اور وہ آنا جانا پسند نہیں کرتے تو پھر آپ یہ ترکیب چلاسکتی ہیں کہ کھانے کے بعد اُن سے اپنے لئے بازار سے کچھ چیزیں لانے کیلئے کہیں اور ایسی دُکان منتخب کیجئے جو قدرے دُور ہو اور موقع ہو تو آپ بھی ان کے ہمراہ جائیں (لیکن باپردہ) کیونکہ کھانے کے بعد اس قسم کی ورزش نظام ہضم کو دُرست رکھتی ہے۔ جس سے کہ کام بھی اچھی طرح ہوتا ہے اور تکلیف دہ موٹاپا بھی نہیں آتا۔ یہ ہیں وہ چند اُصول جن سے آپ کے خاوند کی عمر بڑھ سکتی ہے اور آپ کی کلائیوں کی چوڑیوں کی کھنک جاری رہ سکتی ہے۔

## ورزش اور چکنائی کھانے

ماہرین غذا کا کہنا ہے کہ آج کل انسان عام طور سے غیر صحت مند ہوتا ہے کیونکہ اس کا کام لکھنے پڑھنے کا ہوتا ہے جس سے حرکت کم اور ایک جگہ مستقل بیٹھے رہنا پڑتا ہے۔اس کے نتیجے میں وہ ذہنی طور پر تو ضرور تھک جاتا ہے لیکن جسمانی تھکاوٹ اسے نہیں ہوتی اور پھر گھر آکر خوب چکنائی والے کھانے کھاتا اور زیادہ کھاتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ دل کی بیماری کا شکار ہوجاتا ہے۔

اسی لئے دیکھا گیا ہے کہ آج کل پھیپھڑوں اور کینسر سے دل کی بیماری جان لیوا ثابت ہورہی ہے۔

دل کے علاوہ غذا کے نقصانات کے دو خاص اسباب اور بتائے جاتے ہیں ایک تو جسمانی ورزش کی کمی دوسری ذہنی اور اعصابی ہیجان میں مبتلا رہنا۔شوہر کو اعصابی ہیجان سے دور رکھنے میں بیوی کا ایک اہم کردار ہوتا ہے۔اسلئے گھر کو پورا آرام دہ بنانا اس کا اولین کام ہونا چاہیے۔

وما علینا الا البلاغ المبین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم

مدینے کا بھکاری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

۳ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ